سوال

(593)نکاح مسیاراوراس کاحکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نکاح مسیار کیا ہے، اور کیا یہ جائز ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!
الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

نکاح مسیار جسے عربی میں زواج المسیار کہا جاتا ہے، عربوں میں رائج ایک قسم کا نکاح ہے جو شرائط وغیرہ کے اعتبار سے عام نکاح کی طرح ہے، مگر اس میں مرد و عورت باہمی رضامندی سے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہوجاتے ہیں۔ مثلاً عورت کے نان و نفقہ کا حق، ساتھ رہنے کا حق، باری کی راتوں کا حق، وغیرہ وغیرہ۔

نکاح مسیار اس وقت صحیح ہوگا، جب اس میں عقد نکاح کی شروط اور اس کے ارکان پائے جائیں گے، اور اس شادی کی صورت دور قدیم میں بھی موجود تھی، اس میں خاوند بیوی کےلیے شرط رکھتا ہے جو اس سے شادی کی رغبت رکھے وہ اس اور دوسری بیویوں کے مابین برابری کے ساتھ راتوں کی تقسیم نہیں کریگا، یا پھر وہ اس کے اخراجات کا ذمہ دار نہیں، یا اس کی رہائش کا ذمہ دار نہیں

اور یہ بھی شرط رکھ سکتا ہے کہ رات کی بجائے وہ اس کے پاس دن کو آئیگا، جسے النھاریات یعنی دن والیاں کا نام دیا جاتا ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت ہی اپنے حقوق سے دستبردار ہوجائے، ہوسکتا ہے وہ عورت مالدار ہو اور اس کے پاس رہائش بھی ہو اس لیے وہ اس سے دستبردار ہوجائے

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ رات کی بجائے دن پر راضی ہوجائے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے وہ اپنی سوکنوں کے ایام سے کم ایام پر راضی ہوجائے، اور ہمارے دور میں یہی مشہور ہے

دونوں طرف سے ان حقوق سے دستبردار ہونا نکاح کو حرام نہیں کرتا، اگرچہ بعض اہل علم نے اسے ناپسند کیا ہے، لیکن شروط اور ارکان کے اعتبار سے یہ جواز سے خارج نہیں ہوتا

مصنف ابن ابی شیبہ میں حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ وہ دونوں دن والیاں "النھاریات" سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے "مصنف ابن ابی شیبة(337/3)

اور عامر الشعبی سے مروی ہے ان سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کی بیوی ہو اور وہ ایک دوسری عورت سے شادی کرے تو اس کے لیے ایک دن کی شرط رکھے اور دوسری کے لیے دو دن کی تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں " انتہی مصنف ابن ابی شیبۃ (338/3)

ہمارے معاصر علماء میں سے اکثر نے اس کی اباحت کا فتوی دیا ہے

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

مسیار شادی کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے، یہ شادی اس طرح ہوتی ہے کہ آدمی دوسری یا تیسری یا چوتھی شادی کرے اور اس بیوی کی کچھ ضروریات ہوں جس کی بنا پر وہ اپنے والدین کے پاس ان کے گھر میں رہتی ہو، اور خاوند مختلف اوقات میں اس کے پاس جایا کرے جو دونوں کے حالات کے مطابق ہو، اس طرح کی شادی میں شریعت کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

«لا حرج فی ذلک إذا استوفی العقد الشروط المعتبرة شرعاً، وہی وجود الولی ورضا الزوجین، وحضور شاہدین عدلین علی إجراء العقد، وسلامة الزوجین من الموانع؛ لعموم قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (أحق ما أوفیتم من الشروط أن توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج)؛ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (المسلمون علی شروطہم)، فإذا اتفق الزوجان علی أن المرأة تبقی عند أہلہا، أو علی أن القسم یکون لہا نہاراً لا لیلاً، أو فی أیام معینة، أو لیالی معینة: فلا بأس بذلک، بشرط إعلان النکاح، وعدم إخفائہ " انتہی» ("فتاوی علماء البلد الحرام" (ص 450، 451)، و"جریدة الجزیرة" عدد (8768) الاثنین 18 جمادی الأولی 1417ھ)

" جب اس میں نکاح کی معتبر شرعی شروط پائی جائیں اور وہ شروط: ولی کی موجودگی، خاوند اور بیوی کی رضامندی، عقد نکاح کے وقت دو گواہوں کی موجودگی، اور خاوند اور بیوی کا موانع سے سلامت ہونا؛ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" شروط پورے کرنے میں شروط کو پورا کرنے کی وہ شرط حقدار ہیں جن سے تم شرمگاہ کو حلال کرتے ہو"

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں"

چنانچہ جب خاوند اور بیوی اس پر متفق ہوں کہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس ہی رہے گی، یا پھر تقسیم رات کی بجائے دن میں ہوگی، یا پھر معین ایام یا معین راتوں میں ہوگی تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ نکاح اعلانیہ ہو خفیہ طریقہ سے نہ کیا جائے"

لیکن جب اکثر لوگوں نے اس کا غلط استعمال کرنا شروع کر دیا تو جن علماء نے اس کے جواز کا فتوی دیا تھا وہ اس میں جواز کے قول سے توقف اختیار کرنے لگے، ان میں سب سے اوپر شیخ عبد العزیز بن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ شامل ہیں

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

مسیار اور شرعی شادی میں کیا فرق ہے؟ اور مسیار شادی میں کن شروط کا پایا جانا ضروری ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

«شروط النکاح ہی تعیین الزوجین ورضاہما والولی والشاہدان، فإذا کملت الشروط وأعلن النکاح ولم یتواصوا علی کتمانہ لا الزوج ولا الزوجة ولا أولیاؤہما وأولم علی عرسہ مع ہذا کلہ فإن ہذا

نکاح صحیح، سمِہ بعد ذلک ما شئت" انتہی» " جریدۃ الجزیرۃ" الجمعۃ 15 ربیع الثانی 1422ھ، العدد: 10508.

" ہر مسلمان شخص کو شرعی شادی کرنی چاہیے، اور اسے اس کے خلاف کام کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، چاہے اسے زواج مسیار کا نام دیا جائے یا کوئی اور، شرعی شادی کی شروط میں اعلان شامل ہے، اس لیے اگر خاوند اور بیوی نے اسے چھپایا تو یہ صحیح نہیں؛ کیونکہ یہ اور جو حال بیان کیا گیا ہے وہ زنا سے زیادہ مشابہ ہے " انتہی دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (432-431/20).

حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح معاشرے میں غیر شادی شدہ اور شادی کی عمر سے زیادہ عمر میں پہنچ جانے والی عورتوں کے لیے اسلامی معاشرے میں بہت ساری مشکلات کا حل ہے، چنانچہ آدمی نہ تو عورتوں میں تقسیم کی استطاعت رکھتا ہے، یا پھر دو بیویوں پر اخراجات نہیں کر سکتا، اور پھر بہت ساری عورتیں ایسی ہیں جن کے پاس مال بھی ہے اور رہائش بھی اور وہ اپنے نفس کو عفت عصمت میں رکھنا چاہتی ہے، چنانچہ ہفتہ کے کسی بھی دن یا پھر مہینہ میں کچھ ایام خاوند اس کے پاس آتا ہے

اور ہو سکتا ہے اللہ عزوجل ان میں محبت و الفت اور حسن معاشرت پیدا کر دے، اور اچھے حالات بن جائیں جن کی بنا پر اس مرد کی اس عورت سے شادی سے اس کی حالت بدل کر پہلے سے بہتری میں تبدیل ہو جائے، تو وہ عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے لگے، اور اس پر خرچ بھی کرے اور اسے رہائش بھی دے

اور اس نکاح میں بہت ساری خرابیاں اور مفاسد بھی پائے جاتے ہیں جو کسی پر مخفی نہیں، مثلا خاوند کی وفات کے بعد ترکہ میں اختلاف پیدا ہونا، اور اسے خفیہ رکھنے اور اعلان نہ کرنے میں بہت ساری خرابیاں ہیں

اور پھر کچھ فسادی قسم کے مرد و عورت اس شادی کو غلط کام کے لیے وسیلہ بنا سکتے ہیں، اور وہ آپس میں حرام تعلقات قائم کر کے عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کی آنکھوں سے دور رہائش رکھ سکتے ہیں، اور جب انہیں کوئی دیکھے تو وہ کہیں گے یہ شادی مسیار ہے!

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

[کتاب الصلاۃ جلد 1]